



تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

بہت برکت والا ہے نام تیرے رب کا جو عظمت اور انعام والا ہے۔

# تفسیر ابن کثیر

علامہ عبدالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جو ناگری

## الرَّحْمَنُ

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

#### تعارف سورت:

حضرت زرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا قرآن میں جو لفظ من ماء غیر امن ہے یہ امین لفظ ہے یا آمین؟

تو اپنے فرمایا کہ یا تو نے باقی کا سارا قرآن سمجھ لیا ہے؟

اس نے کہا میں مفصل کی تمام سورتوں کو ایک رکعت میں پڑھ لیا کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا پھر تو جیسے شعر جلدی جلدی پڑھتے جاتے ہیں اسی طرح تو قرآن کو بھی جلدی جلدی پڑھتا ہو کا افسوس۔

مجھے خوب محسوس ہے کہ مفصل کی ابتدائی کون کون سی دو برابر والی سورتوں کو اخیرت ملا کرتے تھے۔

ابن مسعودؓ کی قرأت میں فصل کی سب سے پہلی سورت یعنی سورۃ الرعن ہے۔ مسند احمد حضرت چاہر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے اصحاب کے مجمع میں ایک روز تشریف لائے اور سورۃ الرعن کی اول سے ۲ خریک تلاوت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ چپ چاپ منٹے رہے۔ ۲۰ پر نے فرمایا تم سے توجہات ہی جواب دینے میں اچھے رہے میں نے جب انکے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تو میں جب بھی فبای الاء ربکما نکذبین پڑھتا تو کہتے:

لَا يَشْيُءُ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا لُكْدَبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

یعنی اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی نجت کو نہیں جھلاتے تیرے ہی لیے تمام تعریفیں سزاوار ہیں۔ ترمذی یہ حدیث غریب ہے اور یہی روایت ابن جریر میں بھی مردوی ہے اس میں ہے کہ یا تو ۲۰ پر نے یہ سورت پڑھی یا ۲۰ پر کے سامنے اسکی تلاوت کی گئی اس وقت صحابہؓ خاموشی پر آپؐ نے یہ فرمایا اور جواب کے الفاظ یہ ہیں:

لَا يَشْيُءُ مِنْ نِعَمَ رَبَّنَا لُكْدَبُ

اللَّهُ كَفِيلٌ نَعْمَانٌ :

**الرَّحْمَنُ (۱)**

**رَحْمَنٌ نَّ**

**عَلَمَ الْقُرْآنَ (۲)**

**قُرْآنٌ سَكَحاَيَا۔**

**خَلَقَ الْإِنْسَانَ (۳)**

**إِنْسَانٌ كَوَّبِدَ أَكِيَا۔**

**عَلَمَةُ الْبَيَانَ (۴)**

**أَوْرَا سَبُولَنَا سَكَحاَيَا۔**

الله تعالیٰ اپنی رحمت کا مدارکا بیان فرماتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اسکا حفظ کرتا با اکل ۲۰ آسان کر دیا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

قادة کہتے ہیں بیان سے مراد خیر و شر ہے لیکن بولنا ہی مراد لینا یہاں بہت اچھا ہے۔

حضرت حسنؓ کا قول بھی یہی ہے

اور ساتھ ہی تعلیم قرآن کا ذکر ہے جس سے مراد تلاوت قرآن ہے اور تلاوت موقوف ہے بولنے کی ۲۰ سالی پر ہر حرف اپنے مخرج سے بے تکلف زبان او اکرتی ہے خواہ حق سے لکھا ہو خواہ دونوں ہونوں کے ملانے سے مختلف مخرج اور مختلف قسم کے حروف کی او ایگی اللہ تعالیٰ نے انسان کو سکھاوی۔

## الشَّمْسُ وَالقَمَرُ حُسْبَانٌ (۵)

۲ قِنَاب اور ماہتاب مقررہ حساب سے ہیں۔

سورج اور چاند ایک دوسرے کے پیچھے اپنے اپنے مقررہ حساب کے مطابق گردش میں ہیں نہ ان میں اختلاف ہوئے افطراب نہیں آگئے ہو گئے ہو، اس پر غالب آئے۔ ہر ایک اپنی جگہ تیرتا پھرتا ہے۔ اور جگہ فرماتا ہے:

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَذْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الْأَيْلُنْ سَابِقُ النَّهَارَ وَكُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبُحُونَ (40:36)

ذٰلِقِناب کی یہ بیان ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نورات دن پر آگئے ہو رہا جانے والی ہے۔ اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔

اور جگہ فرماتا ہے:

فَالْقُلْ إِلَاصِحَّ وَجَعَلَ الْأَيْلُنْ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (6:96)

اللَّذِي نَعْلَمُ لَنْهُ وَاللَّذِي هُوَ اُوْرَاتُ كُوْتَهَارَ لَيْلَةَ آرَامَ كَوْقَتْ بَنَلَيَا ہے اور سورج چاند کو حساب پر رکھا ہے یہ مقررہ اندازہ ہے غالب و دایم اللہ کا۔

درخت اللہ کی رحمت:

## وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدُانَ (۶)

اور بے تنے کے درخت اور تنے دار درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں۔

اس پر توضیحیں کااتفاق ہے کہ شحر اس درخت کو کہتے ہیں جو تنے والا ہو، لیکن نجم کے معنی کی ایک ہیں۔

بعض تو کہتے ہیں نجم سے مراد ہیں جنکا تباہیں ہوتا اور زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔

بعض کہتے ہیں مراد اس سے ستارے ہیں جو آسمان میں ہیں۔

یہی قول زیادہ ظاہر ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت بھی اس دوسرے قول کی تائید کرتی ہے۔ فرمان ہے:

أَلْمَ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِنَّاتُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ (22:18)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے لیے آسمان و زمین کی تمام مخلوقات اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت

چوپائے جاؤ اور اکثر لوگ سجدہ کرتے ہیں۔

آسمان کی پیدائش:

## وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۷)

اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان کو اسی نے بلند کیا ہے اور اسی نے میزان رکھی ہے یعنی عدل، جیسے اور آیت میں ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا إِلَيْنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمَيْزَانَ لِيَقُولُوا النَّاسُ بِالْقِسْطِ (57:25)

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ اور ترازو کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ لوگ عدل پر قائم ہو جائیں۔

### أَلَا تَطْغُوا فِي الْمِيزَانِ (۸)

تاکہ تم تو نے میں کسی بیشی نہ کرو۔

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (۹)

انساف کے ساتھ وزن کو تھیک رکھو اور قول میں کم نہ دو۔

پس فرماتا ہے جب وزن کرو تو سیدھی ترازو سے عدل و حق کے ساتھ وزن کرو کی زیادتی نہ کرو کہ لیتے وقت برصحت قول یا کرو اور دیتے وقت کم دیا کرو۔ اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَرَأُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ (26:182)

صحت کے ساتھ کھڑے پن سے قول لیا کرو۔

### وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ (۱۰)

اسی نے مخلوق کے لیے زمین بچا دی

آسمان کو تو اس نے بلند بala کیا۔ اور زمین اس نے پیچی اور پست کر کے بچا دی اور اس میں مضبوط پہاڑ میل بیخ کے گاڑ دیے تاکہ وہ بہلے جانشیں اوس پر جو مخلوق بھتی ہے وہ ہارا م رہے۔

زمین اور پھل:

یہاں فرماتا ہے کہ زمین کی مخلوق کو دیکھو انکی مختلف قسموں، مختلف شکلوں، مختلف رنگوں، مختلف زبانوں، مختلف عادات و اطوار پر نظر ڈال کر اللہ کی قدرت کا ملکہ اندازہ کرو۔

### فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالثَّلْجُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ (۱۱)

جس میں میوے ہیں اور خوشے والی سمجھور کے درخت ہیں۔

ساتھ ہی زمین کی پیداوار کو دیکھو کہ برگ کے کھلے پیٹھے سلو نے طرح طرح کی خوبیوں والے میوے پھل فروٹ اور خاص کر سمجھور کے درخت جو نفع دیئے والا اور لکنے کے وقت سے بیشک ہو جانے تک اور اس کے بعد بھی کھانے کے کام میں آنے والا عام میوہ ہے۔ اس پر خوشے ہوتے ہیں جنہیں چیر کر کے باہر آتا ہے پھر گدلا ہو جاتا ہے پھر تر ہو جاتا ہے پھر پک کر تھیک ہو جاتا ہے۔ بہت نافع ہے ساتھ ہی اس کا درخت بالکل سیدھا اور بے ضرر ہوتا ہے۔

اکمام کے معنی لیف کے بھی کئے گئے ہیں جو درخت سمجھو رکی گردن پر پوسٹ کی طرح ہوتا ہے۔

### وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (۱۲)

اور انماج ہے بھس والا اور بچول ہیں خوشبو دار۔

اس نے زمین میں بھوی اور انماج پیدا کیا۔

عصف کے معنی بھیت کے وہ بزر پتے جو اوپر سے کاٹ دیے گئے ہوں پھر سکھا لیے گئے ہوں بھی آئے ہیں۔

ریحان سے مراد ہے یا بھی ریحان جو اسی نام سے مشہور ہے یا بھیت کے بزر پتے۔

مطلوب یہ ہے کہ یہ گیوں جو وغیرہ کے جو دانے جو بال پر بھوی سیست ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھیت کے پہلے ہی

اگے ہوئے پتوں کو توصف کہتے ہیں اور جب دانیں نکل آئیں بالیں پیدا ہو جائیں تو انہیں ریحان کہتے ہیں۔

### رب کی نعمتوں کو نہ جھٹانا:

#### فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبُّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (۱۳)

پس اے انسانو اور جتو! تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جتو اور انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹاؤ گے؟

یعنی تم اس کی نعمتوں میں سر سے بھر تک ڈوبے ہوئے ہو اور مالا مال ہو رہے ہوئے نہ ممکن ہے کہ حقیقی طور پر تم نعمت کا انکار کر

سکو اور اسے جھوٹ بتلا سکوا یہک دفعتیں ہوں تو خیز یہاں تو سرتاپا اسکی نعمتوں سے تم پر ہو رہے ہو۔ اسی لیے مومن جنوں  
نے اسے سن کر جھٹ سے جواب دیا:

حضرت ابن عباسؓ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے:

لَا فَإِيمَانَ بِأَيْمَانِ رَبِّهِمْ إِنْ مِنْ سَيِّدٍ كَمَنْ كَرِيمٌ

حضرت امام فرماتی ہیں کہ شروع شروع رسالت کے زمانے میں کہ ابھی اسلام کا پوری طرح اعلان نہ ہوا تھا میں نے رسول  
اللہؐ کو بیت اللہ میں دکھن (جنوب) کی طرف نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ۲۸ اس نماز میں اس سورت کی تلاوت فرمادی تھی  
اور مشرکین بھی سن رہے تھے۔

### انسان کی اور جن کی پیدائش:

#### خَلْقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارٍ (۱۴)

اس نے انسان کو ایسی ۲ وازو یہے والی مٹی سے پیدا کیا جو محکیری کی طرح تھی۔

**وَخَلْقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجِ مَنْ نَارٍ (۱۵)**

اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

یہاں بیان ہوا کہ کہ انسان کی پیدائش بختے والی عجیبی جیسی مٹی سے ہوتی ہے اور جنات کی پیدائش آگ کے شعلے سے ہوتی ہے جو خالص اور احسن تھا۔

مند کی حدیث میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں:

**خَلْقُ الْمَلَائِكَةِ مِنْ نُورٍ،**

**وَخَلْقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجِ مَنْ نَارٍ،**

**وَخَلْقَ آدَمَ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ**

فرشتے نور سے جنات نار سے اور انسان مٹی سے جس کا ذکر تمہارے سامنے ہو چکا ہے پیدا کئے گئے۔

**فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (۱۶)**

پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟

**رَبُّ الْمَشْرِقِينَ وَرَبُّ الْمَغْرِبِينَ (۱۷)**

وہ رب ہے دونوں مشرقوں اور دونوں مغاربوں کا۔

پھر اپنی کی نعمت کے نجھلانے کی ہدایت کر کے فرماتا ہے جائز اور گرفتاری کے دوسورج کے لفظ اور ذوبنے کے مقامات کا رب اللہ ہی ہے۔

دو سے مراد سورج کے لفظ اور ذوبنے کی دو مختلف جگہیں ہیں کہ وہاں سے سورج چڑھتا اترتا ہے۔ اور موسم کے لحاظ سے یہ بدلتی رہتی ہیں ہر دن ہر چھیر ہوتا ہے جیسے دوسری آیت میں ہے:

**رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (۷۳:۹)**

مشرق اور مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبد و نیبیں تو اسی کو اپنا کار ساز بنالے۔

**فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (۱۸)**

تو اے انسانو اور جنوم اپنے رب کی کس کس نعمت کے منکر بنو گے؟

تو یہاں مراد جس مشرق و مغرب ہے اور دو مشرق و مغرب سے مراد طلوع و غروب کی دو جگہ ہیں اور چونکہ طلوع و غروب کی جگہ کے جدا جدا ہونے میں انسانی منفعت اور اسی کی مصلحت بینی تھی اس لیے پھر فرمایا کہ کیا اب بھی تم اپنے رب کی نعمتوں کے منکر ہی رہو گے؟

### مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (۱۹)

اس نے دو دریا چلانے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

اس کی قدرت کا انوارہ دیکھو کہ دو سمندر برادر چل رہے ہیں ایک کھارے پانی کا ہے دوسرا بیٹھے پانی کا لکن نہ اس کا پانی اس میں مل کر اسے کھاری کرتا ہے نہ اس کا بیٹھا پانی اس میں مل کر اسے بیٹھا کر سکتا ہے بلکہ دونوں اپنی رفتار سے چل رہے ہیں دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے نہ وہ اس میں مل سکے نہ وہ اس میں جائے۔ یہ اپنی حد میں ہے وہ اپنی حد میں اور قدرتی فاصلہ الگ الگ کیے ہوئے ہیں حالانکہ دونوں پانی ملے ہوئے ہیں۔ سورہ فرقان کی آیت **وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ... (۲۵:۵۳)** کی تفسیر میں اس کی پوری تشریح گزر چکی ہے۔

### بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ (۲۰)

ان دونوں میں ایک حجاب ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے

ان دونوں میں سے یعنی دونوں میں سے ایک میں، جیسے اور جگد جن و انس کو خطاب کر کے سوال ہوا کہ کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ ظاہر ہے کہ رسول صرف انسان میں سے ہی ہوئے ہیں جنات میں کوئی جن رسل نہیں آیا۔ جیسے یہاں اطلاق صحیح ہے حالانکہ وقوع ایک میں ہی ہے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی اطلاق دونوں دریا پر ہے اور وقوع ایک میں ہی ہے۔

### فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدَبَانِ (۲۱)

پس اپنے پروردگار کی کوئی نعمت کے تم منکر بنو گے؟

لو لو اور مرجان:

### يَخْرُجُ مِنْهُمَا الْأُولُوُ وَالْمَرْجَانُ (۲۲)

ان دونوں میں سے موتی اور موگلے برآمد ہوتے ہیں۔

**لو لو** یعنی موتی تو ایک مشہور معروف چیز ہے۔

**مرجان** کی نسبت کہا مختلف آراء ہے:

بعض کے نزدیک چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اور بعض بہت بڑے موتی کو کہتے ہیں۔

بعض بہترین اور عمدہ موتی کو **مرجان** کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں سرخ رنگ جواہر یا سرخ رنگ مہرے کا نام ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ۲ سالان کا جو قطرہ سمندر کی سیپ کے مٹد میں سیدھا جاتا ہے وہ لڑ لو بن جاتا ہے اور جب صدف میں نہیں جاتا تو اس سے غیر پیدا ہوتا ہے۔ میدہرنے کے وقت سیپ اپنا منکھوں دیتی ہے۔

### فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدْبَانَ (۲۳)

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کر سکتے ہو؟

اس نعمت کو بیان فرمائے پھر دریافت فرماتا ہے کہ ایسی ہی بے شمار نعمتیں جس رب کی ہیں بھلا کس کس نعمت کی تکذیب کرو گے؟

بھری جہاز اور کشتیاں:

### وَلَهُ الْجَوَارُ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (۲۴)

اور اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں وہ جہاز جو سمندروں میں پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے چل پھر رہے ہیں۔

### فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدْبَانَ (۲۵)

پس اے انسانوں اور جنونم و نونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھلاو گے؟

الله تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ سمندر میں چلنے والے بڑے بڑے باڈ باؤں والے جہاز جو دور سے ظہر پڑتے ہیں اور پہاڑوں کی طرح کھڑے دکھائی دیتے ہیں جو ہزاروں میں مال اور سینکڑوں انسانوں کو ادھر سے ادھر لے جاتے اور لے آتے ہیں یہ بھی تو اس اللہ کی ملکیت ہیں اس عالی شان نعمت کو یاددا لے کر پھر پوچھتا ہے کہ اب بتلاؤ انکار کیے کیسے بن آئے گی۔

---

خدا کے سواب فنا ہونے والا ہے:

### كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانَ (۲۶)

روئے زمین میں جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کی کل مخلوق فنا ہونے والی ہے ایک دن آئے گا کہ اس پر کچھ نہ ہو گا کل چاند ارتلوق کو موت آجائے گی اسی طرح کل ۲ سالان والے بھی موت کا مزہ چھیس گے مگر جسے اللہ چاہے صرف ذات اللہی باقی رہ جائے گی جو بیش سے ہے اور بیش تک رہے گی جو موت وفات سے پاک ہے۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں اولاً تو پیدا اکش عالم کا ذکر فرمایا پھر اگلی فنا کا بیان کیا۔

حضور سے ایک منقول دعا یہ تھی ہے:

یا حسی یا قیوم یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام لا اله الا انت برحمتك

نسعیت اصلاح لنا شاننا کله ولا تکلنا الى انفسنا طرفۃ عن ولا الى احد من خلقک

اے ہمیشہ جیسے اور ابد الہا دیکھ باتی اور قائم رہنے والے اللہ اے آسمان و زمین کے ابتداء پیدا کرنے والے رب اے  
جلال و بزرگی والے پروردگار اتیرے سو اکوئی معبودیں۔ تم تیرتی رحمت ہی سے استغاثہ کرتے ہیں ہمارے تمام کام تو  
ہناوے اور انکو چھپکنے کے برابر بھی تو ہمیں ہماری طرف نہ ہونپ اور نہ اپنی خلوق میں سے کسی کی طرف۔

اس آیت کا مضمون دوسری آیت میں ان الفاظ میں ہے:

**کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (28:88)**

سوائے ذات باری تعالیٰ کے ہر چیز ناپید ہونے والی ہے۔

**وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكُ دُوَالْجَلَالُ وَالْإِكْرَامُ (۲۷)**

صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور احسان والی ہے باتی رہ جائے گی۔

پھر اپنے چہرے کی تعریف میں فرماتا ہے وہ ذوالجلال ہے یعنی اس قابل ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کا جاہ و جلال  
مانا جائے اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ اور اس کے فرمان کی خلاف ورزی سے رکا جائے۔ جیسے اور جگہ ہے:

**وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَذْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاءِ وَالْعَشَيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (۱۸:۲۸)**

جو لوگ صح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں اور اس کی ذات کے مرید ہیں تو انہی کے ساتھ اپنے نفس کو روک کر رکھ۔

اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

**إِنَّمَا لِتَعْمَلُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ (۷۶:۹)**

هم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رحمانمندی کے لئے کھلاتے ہیں

نیک لوگ صدقہ دیتے وقت سمجھتے ہیں کہ محض اللہ کے مندگی وجہ سے کھلاتے پلاتے ہیں وہ کبڑیاں ہوں ای عظمت اور جلال والا ہے۔

پس اس بات کو پیان فرمایا کہ تمام اہل زمین فوت ہونے میں اور پھر اللہ کے سامنے قیامت کے دن پیش ہونے میں برابر ہیں اور اس دن بزرگی والا اللہ ان کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ حکم فرمائے گا۔

**فَبِأَيِّ الْأَيَّ رَبَّكُمَا ثَكَدَبَانَ (۲۸)**

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت سے منکر ہو گے؟

ساتھ ہی فرمایا تم اے جن و انس رب کی کون ہی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

سب اللہ سے مانگتے ہیں:

یَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاءٍ (۲۹)

سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں ہر روزہ ایک شان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ساری خلائق سے بے نیاز ہے اور کل خلائق اسکی یکسریت میان ہے۔ سب کے سب مائل ہیں اور وہ غنی ہے۔ سب فقیر ہیں اور وہ سب کے سوال پورے کرنے والا ہے۔ ہر خلائق اپنے حال و قال سے اپنی حاجتیں اسکی سرکار میں لے جاتی ہے اور ان کے پورا ہونے کا سوال کرتی ہے وہ ہر دن نبی شان میں ہے۔

اسکی شان ہے کہ ہر پاکارنے والے کو جواب دئے مانگنے والے کو عطا فرمائے۔ تھجھ حالوں کو کشادگی دئے، مصیبت و آفات والوں کو رہائی بخشی۔ یہاں والوں کو تند رسی عنایت فرمائے، غم و ہم دور کرنے۔ بیقراری بے قراری کے وقت کی دعائیوں فرمائ کر اسے قرار و ارام عنایت فرمائے۔ گنجھاروں کے واویاں متجوہ ہو کر خطاؤں سے درگز فرمائے گناہوں کو بخشنے، زندگی وہ دئے، موت وہ لائے۔ تمام زمین والے کل آسمان والے اس کے ۲ گے ہاتھ پھیلائے ہوئے، دامن پھیلائے ہوئے ہیں۔ چھوٹوں کو بڑا وہ کرتا ہے، قیدیوں کو رہائی وہ دیتا ہے۔ نیک لوگوں کی حاجتوں کا منہجی، اسکی پاک را مدعماً، لئے شکوہے شکایت کا مرچ وہی ہے۔ غلاموں کی آزادگی، رغبت والوں کو عطیہ وہی عطا فرماتا ہے۔

یہی اس کی شان ہے۔

ابن جبریں ہے کہ رسول اللہ اس آیت کی تلاوت کی تو صحابہؓ نے سوال کیا حضور وہ شان کیا ہے؟ فرمایا:  
گناہوں کا بخشننا، وکھ کو دو و کرنا، لوگوں کو ترقی اور تنزل پر لانا۔

ابن ابی حاتم میں اور ابن عساکر میں بھی اسی کے ہم معنی ایک حدیث ہے۔

صحیح بخاری میں یہ روایت معلقاً حضرت ابوالدرداءؓ کے قول سے مروی ہے۔

فَبِأَيِّ الْأَيَّ رَبُّكُمَا ثَكَّدَبَانِ (۳۰)

پس اپنے رب کی کون سی نعمت کا تم انکار کر رہے ہو؟

جنوں اور انسانوں کو خطاب:

سَنَفْرُعُ لَكُمْ أَيُّهَا النَّقْلَانِ (۳۱)

اے جنو اور انسانوں! غفریب ہم سب سے فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

فارغ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اب وہ کسی مشغولیت میں ہے بلکہ بطور ذات کے فرمایا گیا ہے کہ صرف تمہاری طرف پوری توجہ فرمانے کا زمانہ قریب آ گیا ہے اب کھرے کھرے فیصلے ہو جائیں گے اسے کوئی اور چیز مشغول نہ کرے گی بلکہ تمہارے حساب ہی لے گا۔

محاورہ عرب کے مطابق یہ کلام کیا گیا ہے جیسے شخص کے وقت کوئی کسی سے کہتا ہے اچھا فرصت میں تجھے سے نہ لوں گا، تو یہ معنی نہیں کہ اس وقت مشغول ہوں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک خاص وقت تجھے سے نہیں کاٹا لوں گا اور تیری غلطات میں تجھے پکڑا لوں گا۔

**شَفَلِينَ** سے مراد انسان اور حسین ہیں جیسے ایک حدیث میں ہے:

يَسْمَعُهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَى التَّقْلِينَ

اسے سوائے **شَفَلِينَ** کے ہر چیز سمعتی ہے۔

اور دوسرا حدیث میں ہے:

إِلَى الْإِنْسَنَ وَالْجِنِّ

سوائے انسانوں اور جنوں کے۔

اور حدیث صور میں صاف ہے کہ **شَفَلِينَ** یعنی جن و انس۔

**فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّدَبَانَ** (۳۲)

پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کو جھلاتے ہو؟

پھر تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس نعمت کا انکار کر سکتے ہو؟

**يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنْ أَسْتَطِعْتُمْ أَنْ تَنْفَذُوا مِنْ أَفْطَارِ السَّمَاوَاتِ**

**وَالْأَرْضِ فَانْفَذُوا ...**

اے گروہ جنات و انسان! اگر تم میں ۲ سالنوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی

طااقت ہے تو نکل بھاگو

**لَا تَنْفَذُونَ إِلَى بَسْلَاطَانِ** (۳۳)

بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔

**فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّدَبَانَ** (۳۴)

پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟

اے جنو اور انسانو! تم اللہ تعالیٰ کے حکم اور انکی مقرر کردہ تشریف سے بھاگ کر بچ نہیں سکتے بلکہ وہ تم سب کو گھیرے ہوئے ہے اس کا ہر ہر حکم تم پر بے روک جاری ہے جہاں جاؤ اسی کی سلطنت ہے۔ اور آیت میں ہے:

**وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرَهُ فَهُمْ ذَلَّةٌ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أَغْشَيْتُ وُجُوهُهُمْ قِطْعًا مِنَ الْأَلْيَلِ مُظْلِمًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلْدُونَ (۱۰:۲۷)**

بدیاں کرنے والوں کو انکی برا بیوں کے مانند بڑا ملے گی ان پر ذلت سوار ہو گی اور اللہ کی پکڑ سے پناہ دینے والا کوئی نہ ہوگا، ان کے مثل اندر ہیری رات کے نکزوں کے ہوں گے۔ یہ ہنہی گروہ ہے جو ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا۔

**يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنَحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانَ (۳۵)**

تم پر آگ کے شعلے و رو ہواں چھوڑ اجائے گا پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔

**شواط** کے معنی آگ کے شعلے جو ہواں ملے ہوئے سبز رنگ کے حساں دینے والے ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **شواط** سے مراد وہ شعلہ ہے جس میں دھواں نہ ہو۔

بعض کہتے ہیں بے دھویں کا آگ کے اوپر کا شعلہ جو اس طرح لپکتا ہے کو یا پانی کی موچ ہے۔

**نحاس** کہتے ہیں دھویں کو نیک لفظ **ن** کے زبر سے بھی آتا ہے لیکن یہاں قرأت **ن** کے پیش سے ہی ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں **نحاس** سے مراد پیش ہے جو پکھلا یا جائے گا اور انکے سروں پر بھایا جائے گا۔

**فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدُبَانَ (۳۶)**

پھر اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس نعمت کا انکار کرو گے۔

بہر صورت مطلب یہ ہے کہ اگر تم قیامت کے دن میدانِ محشر سے بھاگنا چاہو تو میرے فرشتے اور جہنم کے دار و نفع تم پر آگ ہر سا کر دھواں چھوڑ کر تباہ رے سر پر پکھلا ہوا پیش کر تھیں واپس لوٹا کیں گے۔ تم نہ انکا مقابلہ کر سکتے ہوں انہیں دفع کر سکتے ہو اور نہ ان سے انتقام لے سکتے ہو۔ پس تھیں رب کی کسی نعمت کا انکار سے انکار چاہیے۔

**آسمان پھٹ جائے گا:**

**فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدَّهَانَ (۳۷)**

پس جب کہ آسمان پھٹ کر سرخ ہو جائے چیز کے سرخ نری کا چڑہ۔

**فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدُبَانَ (۳۸)**

پھر اے دمیوا اور جنو! تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کا انکار کرو گے؟

۲۰ سماں کا پچھت جانا اور آجیوں میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد ہے:

وَانْشَقَتِ السَّمَاءُ فَهَىَ يَوْمَئِنْدِ وَاهِيَةٌ (۶۹:۱۶)

اور جگہ ہے:

وَيَوْمَ شَقَقَ السَّمَاءُ بِالْعَمَمِ وَنَزَّلَ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِيلًا (۲۵:۲۵)

اور فرمان ہے:

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَتْ - وَأَذِنْتُ لِرَبِّهَا وَحْكَمْ (۸۴:۱)

جس طرح چاندی وغیرہ پکھائی جاتی ہے بھی حالت ۲ سماں کی ہو جائے گی رنگ پر رنگ بدلتے کیونکہ قیامت کی ہولناکی اسکی شدت و درست ہے ہی ایسی۔

ابو صالح فرماتے ہیں پہلے گلبی رنگ ہو گا پھر سرخ ہو جائے گا گلبی رنگ گھوڑے کا رنگ موسم بہار میں تو زردی مائل نظر آتا ہے اور چاڑے میں بدل کر سرخ چلتا ہے۔ جوں جوں سروی بروختی ہے اس کا رنگ متغیر ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح ۲ سماں بھی رنگ پر رنگ بدلتے کا پھلے ہوئے تابے کی طرح ہو جائے گا جیسے رونگ فلاپ کا رنگ ہوتا ہے اس رنگ کا ۲ سماں ہو جائے گا۔

آن وہ سبز رنگ ہے لیکن اس دن اس کا رنگ سرفی لیے ہوئے ہو گا زیتون کے تیل کی تیچھت جیسا ہو جائے گا۔ جہنم کی ۲ رنگ کی تیش اسے پکھلا کر تیل جیسا کر دے گی۔

فَيَوْمَئِنْدِ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسَ وَلَا جَانُ (۳۹)

اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی۔

فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثَكَّبَانِ (۴۰)

پھر تمہیں اپنے رب کی کس نعمت کا انکار ہے؟

اس دن کسی مجرم سے اس کا جرم نہ پوچھا جائے گا جیسے اور آیت میں ہے:

هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ - وَلَا يُؤْذِنُ لَهُمْ فَيَعْذَرُونَ (۳۶-۷۷:۳۵)

یہ وہ دن ہے کہ بات نہ کریں گے۔ نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ غدر و مذرت کریں۔

ہاں اور آیات میں ان کا بولنا غدر کرنا ان سے حساب لیا جانا وغیرہ بھی بیان ہوا ہے۔ فرمان ہے:

وَرَبَّكَ لَنْسَلَهُمْ أَجْمَعِينَ - عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۹۳:۱۵-۹۲)

تیرے رب کی قسم ہم سب سے سوال کریں گے اور انکے کل کاموں کی پرسش کریں گے۔

تو مطلب یہ ہے کہ ایک موقع پر یہ ہے دوسرے موقع پر یہ ہے۔ پرسش ہوئی حساب کتاب ہو اغدر مذرت ختم کر دی گئی۔

اب من پر مہر لگ گئی ہاتھ پاؤں اور اعضاء جسم نے گواہی دی پھر پوچھ چکی ضرورت نہ رہی عذر و مغفرت توڑ دی گئی۔ یہ متابقت بھی ہے کہ کسی سے نہ پوچھا جائے گا کہ فلاں عمل کیا یا نہیں کیا؟ کیونکہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔  
ہاں جو سوال ہو گا وہ یہ کہ ایسا کیوں کیا؟

### **يُعْرَفُ الْمُجْرُمُونَ بِسِيمَاهُمْ ... گنہگار صرف علیہ سے ہی پہچان لیے جائیں گے**

تیرا قول یہ ہے کہ فرشتے پوچھیں گے: نہیں وہ تو چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیں گے اور جہنم کی زنجیروں میں باندھا اوندھے من گھیٹ جہنم واصل کر دیں گے جیسے اس کے بعد ہی فرمایا کہ یہ گنہگار اپنے چہروں اور اپنی خاص علامتوں سے ہی پہچان لیے جائیں گے۔ چہرے سیاہ ہوں گے، آنکھیں کیری ہوں گی۔  
ٹھیک اسی طرح مومنوں کے چہرے بھی الگ متاز ہوں گے۔ ان کے اعضاء و خواص ندی کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

### **... فَيُؤْخَذُ بِالْتَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ (٤١) اور انکی پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لیے جائیں گے۔**

گنہگاروں کی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جس طرح بڑی لکڑی کو وہ طرف سے پکڑ کر تیور میں جھوک دیا جاتا ہے۔ پیچہ کی طرف سے زنجیر لا کر گروں اور پاؤں ایک ایک کر کے باندھ دیے جائیں گے۔ کرتوزی جائے گی اور قدم اور پیشانی ملا دی جائے گی اور بچڑ دیا جائے گا۔

### **فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّدَبَانِ (٤٢) کیا پھر بھی تم اپنے رب کی کسی نعمت کا انکار کر سکتے ہو؟**

**جہنم کے منکروں کا انجام:**

### **هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرُمُونَ (٤٣) یہ جہنم جسے مجرم جھوٹا جانتے تھے**

ان گنہگاروں سے کہا جائے گا کہ لو جس جہنم کا تم انکار کرتے تھے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لو یہ انہیں بطور رسوا اور ذلیل کرنے شرم مددہ اور نادم کرنے ان کی خفت بڑھانے کے لیے کہا جائے گا۔

### **يَطْوُفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمَ آنَ (٤٤) اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے۔**

پھر ان کی یہ حالت ہو گی کہ بھی آگ کا عذاب ہو رہا ہے کبھی پانی کا بھی جہیں میں جلانے جاتے ہیں اور بھی حسین پلانے جاتے ہیں جو پچھلے ہوئے تابے کی طرح مخلص آگ ہے جو آنوس کو کاش دیتی ہے۔ اور جگہ ہے:

إِذَا أَغْلَلُ فِي أَعْقَمٍ وَالسَّلَسُلُ يُسْتَبِّنَ

فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ (72:40-71)

جب کہ انکی گردنوں میں طوق ہوں گے اور پاؤں میں بیڑا یاں ہوں گی وہ جہیں سے جہیں میں کھینچنے جائیں گے اور پار پار جلانے جائیں گے۔

پھر گرم پانی خود رجہ کا گرم ہو گا پس یوں کہنا نجیک ہے کہ وہ بھی جہنم کی آگ ہی ہے جو پانی کی صورت میں ہے۔  
حضرت قادہ فرماتے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے آج تک وہ گرم کیا جا رہا ہے۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں بدکار شخص کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے اس گرم پانی میں ایک غوطہ دیا جائے کا تمام گوشت گھل جائے گا اور بہی یوں کو چھوڑ دے گا۔ بس دو انکھیں اور بہی یوں کا ڈھانچہ رہ جائے گا اسی کو فرمایا **فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ**  
**(40:72)** ان کے معنی حاضر کے بھی کیے گئے ہیں۔ اور آیت میں ہے:

ثُسْقَى مِنْ عَيْنِ عَانِيَةٍ (88:5)

أَوْ نَهَيَاتُ گَرْمٍ چَشْنَى كَانَى اَنْجُو پَلَى يَا جَاءَ كَانَى

خت گرم موجود پانی کی نہر سے انہیں پانی پالا یا جائے کا جو ہرگز نہ پی سکیں گے، کیونکہ وہ بے انہا گرم بلکہ مثل آگ کے ہے۔  
قرآن کریم میں اور جگہ ہے:

غَيْرَ نَظَرِينَ إِنَّهُ (33:53)

شَدَّى كَيْتَنَى رَهْوَكَانَى كَادَقَتَ -

وَهَاسَ مَرَادَتِيَارَى اُورَكَپَ جَانَاهَ -

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدَبَانَ (٤٥)**

**پھر تم ایسے رب کی کون سی نعمت کو جھلاتے ہو؟**

چونکہ بدکاروں کی سزا اور نیک کاروں کی جزا بھی اس کا فضل و رحمت اعلیٰ ولطف ہے اپنے ان عذابوں کا پہلے سے بیان کرو دینا تاکہ شرک و معاصی کے کرنے والے ہوشیار ہو جائیں، یہ بھی اس کی نعمت ہے اس لیے فرمایا پھر تم اے جن والوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے۔

اللہ کا خوف رب کا انعام ہے:

### وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّانَ (٤٦)

اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے دودو جنتیں ہیں۔

ابن شوذب اور عطا خرا سائی فرماتے ہیں آیت **ولِمَنْ خَافَ** حضرت صدیق اکبرؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت عطیہ بن قیسؓ فرماتے ہیں یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے کہا تھا مجھے آگ میں جلا دینا تاک میں اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنا ملوں۔ اس کلمہ کے کہنے کے بعد ایک رات ایک دن قوبکی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اسے جنت میں لے گیا۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول بھی یہی ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ جو شخص قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کا ذرا پنے دل میں رکھتا ہے اور اپنے چھپی نفس کی خواہوں سے بچاتا ہے اور سرکشی نہیں کرتا بلکہ آخرت کی فکر زیادہ کرتا ہے اور اسے بہتر اور پائیدار سمجھتا ہے فرانس بجا لاتا ہے محروم سے رکتا ہے قیامت کے دن اسے ایک چھوڑ دو دو جنتیں ملیں گی۔

صحیح بخاری میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں:

جَنَّانَ مِنْ فَضَّةٍ آتَيْنَاهُمَا وَمَا فِيهِمَا،

وَجَنَّانَ مِنْ ذَهَبٍ آتَيْنَاهُمَا وَمَا فِيهِمَا،

وَمَا بَيْنَ الْقَوْمَ وَبَيْنَ أَنْ يُنْظَرُوا إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ إِلَارِدَاءِ الْكِبِيرِ يَاءَ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ  
ووجنتیں چاندی کی ہوں گی اور ان کا کل سامان بھی چاندی کا ہی ہوگا اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی انکے برتن اور جو کچھ  
ان میں ہے سب سونے کا ہوگا ان جنتیں میں اور دیدار باری میں کوئی چیز حائل نہ ہوگی سوائے اس کہریاتی کے پر دے  
گے جو اللہ عزوجل کے چہرے پر ہے یہ جنت عدن میں ہوں گے۔

یہ حدیث صحاح کی اور کتابوں میں بھی ہے بجز ابو الداؤد کے۔

تفیر ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان **ولِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّانَ** سونے کی دو جنتیں مقرر ہیں کے لیے اور چاندی کی دو جنتیں  
اصحاب بیکین کے لیے۔

حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں حضورؐ نے ایک مرتب اس آیت کی تلاوت کی تو میں نے کہا اگر چہ زنا اور پوری بھی اس سے ہو  
گئی ہو؟

آپ نے پھر یہی آیت پڑھی۔ میں نے پھر یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آ لو ہو جائے۔ نسائی

حضرت ابوالدرداءؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف ہو گانا ممکن ہے کہ اس سے زنا ہو یا وہ چوری کرے۔

### فَبِأَيِّ الْأَاءِ رَبُّكُمَا ثَكَدَبَانِ (۴۷)

پس اپنے پروردگار کی نعمتوں میں سے کس کو تم جھوٹا جانتے ہو؟

جنت کی نعمتیں:

یہ آیت عام ہے انسانوں اور جنات و دنوں کو شامل ہے اور اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ جنوں میں سے جو بھی ایمان لا کیں اور تقویٰ کریں وہ جنت میں جائیں گے۔ اسی لیے جس دن انس کو اس کے بعد خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اب تم اپنے رب کی کس نعمت کی مکملیت کرو گے؟

### ذَوَاتُ الْأَفَّانِ (۴۸)

دو نوں جنتیں بہت سی ٹھنڈیوں اور شاخوں والی ہیں۔

### فَبِأَيِّ الْأَاءِ رَبُّكُمَا ثَكَدَبَانِ (۴۹)

پھر اپنے رب کی کس نعمت کو تم جھوٹ سمجھتے ہو؟

اللہ تعالیٰ ان دنوں جنتوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ نہایت ہی سر بزرو شاداب ہیں بہترین اعلیٰ خوش ذائقہ عمدہ اور تیار بھل ہر قسم کے ان میں موجود ہیں۔ تمہیں نہ چاہیے کہ تم اپنے پروردگار کی کسی نعمت کا انکار کرو۔

**افسان** شاخوں اور ڈالیوں کو کہتے ہیں۔ یا اپنی کثرت سے ایک دوسرے سے ملی جلی ہوتی ہوں گی یہ سایہ دار ہوں گی۔ جن کا سایہ دیواروں پر بھی چڑھا ہوا ہو گا۔

بی شناسیں سیدھی اور پھیلی ہوتی ہوں گی۔ رنگ برلنگ کی ہوں گی۔

یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان میں طرح طرح کے میوے ہوں گے کشاور اور گھنے سایہ والی ہوں گی۔ یہ تمام اقوال صحیح ہیں اور ان میں کوئی نفعی والانہیں۔ یہ تمام اوصاف ان شاخوں میں ہوں گے۔

حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے سدرۃ المنقشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس کی شاخوں کا سایہ اس قدر دراز ہے کہ سوار سو سال تک اس میں چلا جائے۔ یا فرمایا کہ سو سوار اس کے تلے سایہ حاصل کر لیں۔ سونے کی نیڈیاں اس پر چھائی ہوئی تھیں، اس کے پہلے بڑے بڑے مٹکوں اور بہت بڑے کول جتنے تھے۔ ترمذی

## جنت کا پانی:

**فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ (۵۰)**

ان دونوں جنتوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔

**فَبَأِيٌّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثَكَدْبَانِ (۵۱)**

سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کے منگر ہو جاؤ گے؟

پھر ان میں نہریں بہہ رہی ہیں تاکہ ان درختوں اور شاخوں کو سیرا ب کرتی رہیں اور بکثرت عمدہ پھل لا سیں۔ اب تو تمہیں اپنے رب کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔

ایک کا نام **تسیم** ہے دوسری کا **سلسلیل** ہے۔ یہ دونوں نہریں پوری روائی کے ساتھ بہہ رہی ہیں۔ ایک سترے پانی کی دوسری لذت والی ہے نئے کی شراب کی۔

**فِيهِمَا مِنْ كُلَّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ (۵۲)**

ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میوے بھی جوز اجوڑا ہوں گے۔

**فَبَأِيٌّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثَكَدْبَانِ (۵۳)**

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھلاؤ گے؟

ان میں ہر قسم کے پھلوں کے جوزے بھی موجود ہیں۔ اور پھل بھی وہ جن سے تم صورت شناس تو ہو لیں لذت شناس نہیں ہو۔ کیونکہ وہاں کی نعمتیں نہ کسی 2 نکلنے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں نہ کسی دماغ میں 2 سکنی ہیں۔ تمہیں رب کی نعمتوں کی ناٹھری سے رک چانا چاہیے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں دنیا میں جتنے بھی کڑوے میٹھے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے یہاں تک کہ نظر لیعنی اندر ائمہ بھی۔ ہاں دنیا کی ان چیزوں اور جنت کی ان چیزوں کے نام تو ملتے جلتے ہیں حقیقت اور لذت بالکل جدا گانہ ہے یہاں تو صرف نام ہیں اصلیت تو جنت میں ہے۔ اس فضیلت کا فرق وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

## جنتیوں کے بستر اور جنت:

**مُثَكَّبِينَ عَلَى فُرْشٍ بَطَائِلُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ**

یہ جنتی ایسے فرشوں پر نیکی لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استرد بیز ریشم کے ہوں گے

جنہی لوگ بے فکری سے تجھے لگائے ہوئے ہوں گے خواہ لیٹے ہوئے ہوں خواہ چارام بیٹھے ہوئے تجھے سے لگے ہوئے ہوں ان کے بچھاؤں بھی اتنے بڑھیا ہوں گے کہ ان کے اندر کا استر بھی دبیز اور خالص زرین ریشم کا ہو گا پھر اوپر کا ابرا کیسا کچھ ہو گا اسے تم آپ سوچ لو۔

مالک بن دینا اور سفیان ثوری فرماتے ہیں استر کا یہ حال ہے اور ابرا تو محض نور اتنی ہو گا۔ جو سرا اظہار رحمت و نور ہو گا۔ پھر اس پر بہترین گل کار بیان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سو اکوئی نبیں جانتا۔

### وَجَنَّى الْجَنَّيْنِ دَانَ (۵۴)

اور ان دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب ہوں گے۔

ان جنتوں کے پھل جنتیوں سے بالکل قریب ہیں جب چاہیں جس حال میں چاہیں وہیں سے لے لیں، لیٹے ہوئے تو بھینجا ہونے کی اور بیٹھے ہوئے تو کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں خود شناختیں جھوم جھوم کر جھکتی رہتی ہیں، جیسے فرمایا:

**فُطُوفُهَا دَانِيَةً (۶۹:۲۳)**

جس کے میوے بھکے پڑتے ہوں گے۔

اور فرمایا:

**وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظَلَالًا وَذَلَالًا فُطُوفُهَا تَذَلِّلَا (۷۶:۱۴)**

ان جنتوں کے سابیے ان پر بھکے ہوئے ہوں گے اور انکے میوے اور لچکے نیچے لکھے ہوئے ہوئے ہوں گے۔

### فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبُّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (۵۵)

پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کو جھلاتے ہو؟

بے حد قریب میوے ہیں لینے والے کو کوئی تکلیف یا تحفہ کی ضرورت نہیں خود شناختیں جھک جھک کر انہیں میوے دے رہی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی نعمتوں کے انکار سے باز رہو۔

**فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثُهُنَّ إِنْسٌ قَبْلُهُمْ وَلَا جَانُ (۵۶)**

وہاں شریملی پنجی نگاہ والی حوریں ہیں جنہیں اس سے پہلے کسی جن و انس نے ہاتھ نہیں لگایا

### فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبُّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (۵۷)

پس اپنے پالنے والے کی نعمتوں میں سے تم کس کے منکر ہو؟

چونکہ فرش کا بیان ہوا تھا تو ساتھ ہی فرمایا ان فروش پر ان کے ساتھ انکی بیویاں ہوں گی جو غینفہ پاک و امن شریملی پنجی نگاہ ہوں والی ہوں گی کہ اپنے خادموں کے سوا کسی پر نظر نہ دالیں گی اور ان کے خادم بھی ان پر سوچان سے مائل ہوں گے یہ بھی جن کی کسی چیز کو اپنے ان مومن خادموں سے بہتر نہ پائیں گی۔

یہ بھی وارد ہوا ہے کہ یہ حوریں اپنے خاوندوں سے کہیں گی:

اللَّهُ تَعَالَى كِيْ قُلْمَ سَارِيْ جَنَّتِيْ مِيْ مِيرَ دَلِيْ  
مِيْ جَنَّتِيْ كِيْ كَسِيْ چِيزِيْ كِيْ خَوَاهِشِيْ وَجَبَتِيْ نَيْسِيْ جَتِيْنِيْ آپِيْ كِيْ ہے۔ اللَّهُ كَا شَرِبِيْ ہے کَيْ اسِنِيْ نَيْ آپِيْ كِيْ مِيرَ دَلِيْ  
مِيْ كِرَدِيَا وَرِجَحَيْ آپِيْ كِيْ خَدِيْمَتِيْ كَا شَرِفِيْ بَخِشَا۔

یہ حوریں کنواری اچھوئی نوجوان ہوں گی۔ ان جنتیوں سے پہلے ان کے پاس جسم کو کسی انس و جن کا ہاتھ نہیں لگا۔  
یہ آیت بھی مومن جنوں کے جنت میں جانے کی دلیل ہے۔

## حوروں کی صفت:

**كَائِنَهُنَ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ (٥٨)**  
وَهُنَّ حُورٌ يَّا تُوقُوتُ أَوْ مُوْلَقَةٌ كَيْ ہوں گی۔

**فَبِأَيِّ الْأَاءِ رَبَّكُمَا ثَكَّدَبَانَ (٥٩)**

پس اپنے پروردگار کی کوئی فِعْلَتٍ کو جھلَا تے ہو؟

اب ان حوروں کی تعریف بیان ہو رہی ہے کہ وہ اپنی صفائی اور خوبی اور حسن میں ایسی ہیں جیسے **يَا قُوتُ وَ مَرْجَانُ**۔ **يَا قُوتُ** سے صفائی میں تشبیہ دی اور **مَرْجَانُ** سے بیاض میں۔ پس **مَرْجَانُ** سے مراد یہاں **لُوكُلُو** ہے۔

نیز فرماتے ہیں اہل جنت کی ہیو یوں میں سے ہر ایک ایسی ہے کہ انکی پنڈتی کی سفیدی ستر ستر حلبوں کے پینے کے بعد بھی انظر آتی ہے یہاں تک کہ اندر کا گودا بھی۔ پھر آپ نے آیت **كَائِنَهُنَ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ** پڑھی اور فرمایا: دیکھو یا تو قوت ایک پتھر ہے لیکن قدرت نے انکی صفائی اور جوست ایسی رکھی ہے کہ اس کے تھی میں دھاگ پر دو تو باہر سے نظر آتا ہے۔ اہن ابی حاتم

مسند احمد میں ہے شیخ بدر الدین احمد بن قتیبی حضرت محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ ہر اہل جنت کی دو یہاں اس صفت کی ہوں گی کہ ستر ستر حلے پین لینے کے بعد بھی ان کی پنڈتیوں کی جملک غمودار ہے گی۔ بلکہ اندر کا گودا بھی یوچہ صفائی کے دکھانی دے گا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ یا تو پتھر کے طور پر یا مذاکرہ کے طور پر یہ بحث چھیڑ گئی کہ جنت میں عورتیں زیادہ ہوں گی یا مرد؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ابو القاسمؐ نے کیا یہ نہیں فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَذَخَّلُ الْجَنَّةُ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لِيَلِةَ الْبَدْرِ،

وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى (أَضْوَاءِ) كَوْكَبٍ دُرَّيِّ فِي السَّمَاءِ،

لِكُلِّ امْرٍ إِمْلَهُمْ زَوْجَتَانِ الثَّنَانِ، يُرَى مُخْسُوقَهُمَا مِنْ وَرَاءِ الْلَّحْمِ،

وَمَا فِي الْجَنَّةَ أَعْزَبَ

پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی وہ چاند بھی صورتوں والی ہوگی۔ ان کے پیچے جو جماعت جائے گی وہ آسمان کے بہترین چکنے تاروں جیسے چبروں والی ہوگی۔ ان میں میں سے ہر شخص کی دو دو بیویاں ایسی ہوں گی جن کی پنڈلی کا کودا کوشت کے پیچے سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی بغیر بیوی کے نہ ہوگا۔  
اس حدیث کی اصل بخاری میں بھی ہے۔

مند احمد میں ہے حضور فرماتے ہیں:

لَعْدُونَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةُ خَيْرٍ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسٌ أَحَدُكُمْ، أَوْ مَوْضِعُ قَدْهٗ يَعْنِي سَوْطَهُ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا،  
وَلَوْ اطْلَعْتَ امْرَأَهُ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ لَمْلَأْتُ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، وَلَطَابَ مَا بَيْنَهُمَا،  
وَلَأَنْصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

اللہ تعالیٰ کی راہ کی صحیح اور اسکی راہ کی شام ساری دنیا سے اور جو اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ جنت میں جو جگہ تمہیں ملے گی اس میں سے ایک کمان یا ایک کوزے کے برابر کی جگہ ساری دنیا اور اسکی ساری جیزوں سے افضل ہے۔ اگر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت دنیا میں جماں کے لئے توز میں وہ آسمان کو جگدا دے اور خوبیوں سے تمام عالم مجہک اٹھے۔ ان کی ہلکی چھوٹی سی دو پینا بھی دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے گراں ہے۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

### هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (٦٠)

نیک کاری کا بدلہ ہی بہت بڑا انعام و احسان ہے۔

دنیا میں جس نے نیکی کی اس کا بدلہ آخرت میں سلوک و احسان کے سوا اور کچھ نہیں جیسے ارشاد ہے:

**لَلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزَيَادَهُ (١٠:٢٦)**

نیکی کرنے والے کے لیے نیکی ہے اور زیادتی۔

یعنی جنت اور دیدار باری۔ حضور نے یہ آیت تلاوت کر کے اصحاب سے پوچھا جانتے ہو تھا رے رب نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اسکے رسول کو ہی پورا علم ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس پر اپنی توحید کا انعام دنیا میں کروں اس کا بدلہ آخرت میں جنت ہے اور پونکہ یہ بھی ایک عظیم اثاثاں نعمت ہے جو در اصل کسی عمل کے بدلنے نہیں بلکہ صرف اس کا احسان اور فضل و کرم ہے۔

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدْبَانَ (٦١)**

پس کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی تم جھٹاؤ گے؟

اس لیے اس کے بعد ہی فرمایا اب تم یہری کس سمعت سے لاپرواٹی برتو گے؟

جنت سربراہ ہے:

**وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّاتَانَ (٦٢)**

اور ان دونوں کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدْبَانَ (٦٣)**

پس تم اپنے پروش کرنے والے کی کس نعمت کو جھٹاؤ گے؟

یہ دونوں جنتیں جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے ان جنتوں سے کم مرتبہ ہیں جنکا ذکر پہلے گزرہ اور وہ حدیث بھی بیان ہو چکی جس میں دونوں جنتیں سونے کی اور دونوں نامی کی۔ پہلی دو تو مقرر ہیں ناص کی جگہ ہیں اور یہ دوسری اصحاب بیتمن کیے۔ الغرض درجے اور فضیلت میں یہ دونوں دو سے کم ہیں جن کی دلیلیں بہت سی ہیں۔

ایک یہ اناکا ذکر اور صفت ان سے پہلے بیان ہوتی اور یہ تقدیم بیان بھی دلیل ہے اسکی فضیلت کی۔

پھر بیان **وَمِنْ دُونِهِ** فرمانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ ان سے کم مرتبہ ہیں۔ وہاں **دوا** افسان کا تھا یعنی بکثرت مختلف مزے کے بیوؤں والی شاخوں دار۔

**مُذْهَمَّتَانَ (٦٤)**

جو دونوں گھری سبزیاں ہی مائل ہیں۔

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدْبَانَ (٦٥)**

تباہ اب پروڈگار کی کس نعمت کا انکار کرو گے؟

یہاں فرمایا مدها میں یعنی پانی کی پوری تری سے سیاہ۔

ابن عباس فرماتے ہیں بزر۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں بزری سے پر۔

ققاوہ فرماتے ہیں اس قدر پھل پکے ہوئے تیار ہیں کہ وہ ساری جنت سربراہ معلوم ہو رہی ہے۔

الغرض وہاں شاخوں کی پھیلاؤت بیان ہوئی یہاں درختوں کی کثرت بیان فرمائی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ اس میں اور اس میں بہت فرق ہے۔

**فِيهِمَا عَيْنَانَ نَضَّاخَّاتَانَ (۶۶)**  
ان میں دو بہ جوش املنے والے چشمے ہیں۔

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدَبَانَ (۶۷)**

پھر تم اپنے پانہار کی کوئی نعمت کا حجوم ہونا کہہ رہے ہو؟

اگلی نہروں کی بابت لفظ تحریک ہے اور یہاں لفظ نصائح ہے یعنی املاٹے والی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نصیح سے جری املٹے سے بہنا بہت برتری والا ہے۔

حضرت مسیح فرماتے ہیں یعنی پر ہیں پانی رکتا نہیں۔

جنت کے پھل:

**فِيهِمَا فَاكِهَةَ وَنَخْلَةَ وَرَمَانَ (۶۸)**

ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔

**فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا ثُكَّدَبَانَ (۶۹)**

کیا اب بھی رب کی کسی نعمت کی تکذیب تم کرو گے؟

اور یعنی وہاں فرمایا تھا کہ ہر قسم کے میووں کے جوڑ ہیں اور یہاں فرمایا اس میں میوے اور کھجور ہیں اور انار ہیں تو ظاہر ہے کہ ہمیلے کے الفاظ عامویت لیے ہوئے ہیں وہ قسم کے اعتبار سے اور کمیت کے اعتبار سے بھی اس سے افضلیت رکھتے ہیں یہیں کیونکہ یہاں لفظ فاکھہ کو نکرہ ہے لیکن سیاق میں اثبات کے لیے ہے اس لیے عام نہ ہوگا۔ اسی لیے بطور تفسیر کے بعد میں نحل و رمان کہہ دیا جیسے عطف خاص عام پر ہوتا ہے۔

امام بخاری کی تحقیق بھی بھی ہے۔

کھجور اور انار کو خاص کر اس لیے ذکر کیا کہ اور میووں پر انہیں شرف ہے۔

مند عبد بن حمید میں ہے یہودیوں نے اکبر رسول اللہ سے دریافت کیا کہ کیا جنت میں میوے ہیں؟  
اپنے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا ہاں۔

انہوں نے پوچھا کیا جنتی دنیا کی طرح وہاں بھی کھائیں گے پھیں گے؟

آپ نے فرمایا بہس بلکہ بہت سچھڑا دادہ۔

انہوں نے کہا پھر کیا وہاں فضل بھی لگتے گا؟

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ پیشہ کر سب ہضم ہو جائے گا۔

ابن ابی حاتم کی ایک مرفوع حدیث میں ہے جنتی بکھور کے درختوں کے ریش کا جنتیوں کا لباس بنے گا۔ یہ سرخ رنگ سونے کے ہوں گے۔ اس کے تینے بزر مردیں ہوں گے اس کے پھل شہد سے زیادہ بیٹھے اور مسکے سے زیادہ نرم ہوں گے۔ چھٹلی بالکل نہ ہوگی۔

### فِيهِ خَيْرَاتُ حِسَانٌ (۷۰)

ان میں نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہیں۔

حیرات کے معنی پکرشت اور بہت حسین نہایت نیک خلق اور بہتر خلق۔

ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ معنی مردوں ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حور عنی جو گانا گائیں گی ان میں یہ بھی ہو گا ہم خوش خلق خوبصورت ہیں جو بزرگ خادموں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یہ پوری حدیث سورہ والقعدہ کی تفسیر میں آتے ہیں۔ انشا اللہ تعالیٰ

### فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّدَبَانٌ (۷۱)

پس تمہارے جھٹلانے کا تعلق اللہ کی کس نعمت کے ساتھ ہے؟

پھر سوال ہوتا ہے کہ اب تم اپنے رب کی کس کس نعمت کی سند ببڑ کرتے ہو۔

### حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (۷۲)

گوری رنگت کی حوریں جنتی نجیموں میں محفوظ ہیں۔

### فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّدَبَانٌ (۷۳)

پس اے انسانو اور جتواب اپنے رب کی کس نعمت کا انکار کرو گے؟

حوریں ہیں جو نجیموں میں رہتی ہیں۔

یہاں بھی وہی فرق ملاحظہ ہو کہ وہاں تو فرمایا تھا کہ خود وہ حوریں اپنی نگاہ پنجی رکھتی ہیں اور یہاں فرمایا ان کی نگاہیں پنجی کی گئی ہیں۔ پس اپنے آپ ایک کام کو کرنا اور دوسرا سے کرایا جانا ان دونوں میں کس قدر فرق ہے۔ کو پردہ دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں ہر مسلمان کے لیے حیرہ ہے یعنی نیک اور بہترین نورانی حور اور ہر حیرہ کے لیے نجیم ہے اور ہر خیر کے چار دروازے ہیں جن میں سے ہر روز تھمہ کرامت ہدیہ اور انعام آتا رہتا ہے۔ نہ وہاں کوئی فساد ہے نہ تھی ہے نہ گندگی ہے نہ بدبو ہے۔ حوروں کی صحبت ہے جو اچھو تے صاف سفید چکلیے موتیوں جیسی ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں:

جنت میں ایک خیر ہے ورجوف کا جس کا عرض سامنہ میل کا ہے اس کے ہر ہر کونے میں جنتی کی بیویاں ہیں جو دوسرے کو نے والی کو نظر نہیں آتیں۔ مومن ان سب کے پاس آتا جاتا رہے گا۔

حضرت ابو رواہؓ فرماتے ہیں خیر ایک ہی لتو لتو کا ہے جس میں ستر دروازے موتی کے ہیں۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے اولیٰ درجے کے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گیں اولو لتو وزبر جدکا محل ہوگا جو جاہی سے صنعتاً تک پہنچے۔

**لَمْ يَطْمِئْنُ إِنْسٌ قَبْلُهُمْ وَلَا جَانُ** (۷۴)

ان حوروں سے کوئی انسان یا جن اس سے قبل نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان بے شل حسینوں کے بدن اچھوتے ہیں کسی جن و انس کا گزران کے پاس نہیں ہوا۔

پہلے بھی اس قسم کی آیت مع تفسیر گزرچی ہے ہاں پہلی جنتوں کی حوروں کے اوصاف میں اتنا جملہ وہاں تھا کہ وہ یا قوت و مرجان حیتی ہیں۔ یہاں ان کے لیے یہ نہیں فرمایا گیا۔

**فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّبَان** (۷۵)

پس اپنے پروردگار کی کوئی نعمت کے ساتھ تم تکندیب کرتے ہو؟

پھر سوال ہوا کہ تمہیں رب کی کس کس نعمت کا انکار ہے؟ یعنی کسی نعمت کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

**مُثَكَّبِينَ عَلَى رَفَرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ** (۷۶)

بزر مسندوں اور عمدہ فرشوں پر تکنیک لگائے ہوئے ہوں گے۔

**فَبِأَيِّ الَّاءِ رَبَّكُمَا ثُكَّبَان** (۷۷)

پس اے جنو اور انسانو! تم اپنے رب کی کس نعمت کو جھلاوے گے؟

یہ جنتی بزرگ کے اعلیٰ قیمتی فرشوں غالیچوں اور تکیوں پر تکنیک لگائے بیٹھنے ہوئے ہوں گے۔ جنت ہوں گے اور تکتوں پر پاکیزہ اعلیٰ فرش ہوں گے۔ اور بہترین متفہش بیٹھنے لگے ہوئے ہوں گے۔ یہ جنت اور فرش اور یہ بیٹھنے باغوں اور اس کی کیا ریوں پر ہوں گے یہ اعلیٰ درجے کے دھاری دار اور تفتیشیں ریشم کے ہوں گے اور بھی ان کے فرش ہوں گے۔ کوئی سرخ رنگ ہوگا، کوئی زرور رنگ اور کوئی بزرگ۔

جنتوں کے کپڑے بھی ایسے ہی اعلیٰ اور بالا ہوں گے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے انہیں تباہی دی جائے گے۔ یہ بہترے مختلی ہوں گے جو بہت زم اور بالکل خالص ہوں گے۔ کئی کمی رنگ کے ملے جلتفہ ان میں بننے ہوئے ہوں گے۔

غلیل بن احمد فرماتے ہیں ہر نبیس اور اعلیٰ چیز کو عرب **عقری** کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ **اًنحضرت** نے حضرت عمر بن خطابؓ کی نسبت فرمایا میں نے کسی **عقری** کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کے پرے پرے ڈول کھینچتا ہو۔

یہاں بھی خیال فرمائیے کہ پہلی دو جنتوں کے فرش و فروش اور وہاں کے تکیوں کی جو صفت یہاں کی گئی ہے وہ ان سے اعلیٰ ہے۔ وہاں یہاں فرمایا گیا تھا کہ اگلے استر یعنی اندر کا کپڑا خالص دیجہ عمده ریشم ہو کا پھر اوپر کے کپڑے کا توبہ کیا جائے۔ اس لیے کہ جس کا استر اتنا اعلیٰ ہے اس کے ابرے یعنی اوپر کے کپڑے کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

پھر انگلی دو جنتوں کے اوصاف کے خاتمے پر فرمایا تھا کہ اطاعت کا صدر سواعنایت کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

تو ان اہل جنت کے اوصاف میں احسان کو یہاں فرمایا جو اعلیٰ مرتبہ اور غایبت ہے جیسے حضرت جبریلؑ والی حدیث میں ہے کہ انہوں نے اسلام کا سوال کیا پھر ایمان کا پھر احسان کا۔ پس یہ کئی کوئی وجہ ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ پہلے کی دو جنتوں کو اندوختن پر بہترین فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کریم و وہاں سے ہمارا سوال ہے کہ وہ ہمیں ان جنتیوں میں کرے جوان دو جنتوں میں ہوں گے جن کے اوصاف پہلے یہاں ہوئے آئیں!

### تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْأَكْرَامِ (۷۸)

تیرے پر وردگار کا نام با برکت ہے جو بزرگی اور انعام والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے رب ذی الجلال والاکرام کا نام با برکت ہے وہ جلال والا ہے یعنی اس لاکن ہے کہ اسکا جلال مانا جائے اور اسکی بزرگی کا پاس کر کے اسکی نافرمانی نہ کی جائے بلکہ کامل اطاعت گزاری کی جائے اور وہ اس قابل ہے کہ اس کا اکرام کیا جائے یعنی اس کی عبادت کی جائے اس کے سوادوسے کی عبادت نہ کی جائے اس کا شکر کیا جائے ناٹھری نہ کی جائے۔ اس کا ذکر کیا جائے اور اسے بھلا کیا نہ جائے وہ عظمت اور کبریا تی والا ہے۔

رسول اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اجال کرو اسکی عظمت مانو وہ تمہیں بخش دے گا۔ مسند احمد

اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت ماننے میں یہ بھی واپس ہے کہ بورڑھے مسلمان پادشاہ اور عالم قرآن کی جو قرآن میں کسی زیادتی نہ کرتا ہو یعنی نہ اس میں غلوکرتا ہونہ کی کرتا ہو کی عزت کی جائے۔

ابو یحییٰ میں ہے یاذ الجلال والاکرام کے ساتھ چھت جاؤ۔

ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے امام ترمذی کی سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔ اس میں یا کا لفظ نہیں ہے۔

جو ہر ہی فرماتے ہیں کہ جب کوئی کسی کو چھت جائے اسے تمام لے تو عرب کہتے ہیں **الظ** یہی لفظ اس حدیث میں آیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ الحاح و خلوص عاجزی اور مسکینی کے ساتھ یہیکی اور لزوم سے اللہ تعالیٰ کے وامن لئک جاؤ۔

صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی ہی دیر بیٹھنے کر یہ کلمات کہہ لیں:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ،  
تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

---

© Copy Rights:  
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana  
Lahore, Pakistan  
[www.quran4u.com](http://www.quran4u.com)

